ازدواجی تعلقات کی ساکھ، وقار اور سخت گیر روایتی طریقوں کے اثرات کا جائزہ

AN ASSESSMENT OF THE REPUTATION, DIGNITY AND IMPACT OF RIGID TRADITIONAL PRACTICES ON MARITAL RELATIONS

1-DR. IDREES LODHI

Lecturer, Department of Islamic Studies, The University Of Lahore.

Email: muhammad.irfan@ais.uol.edu.pk

1- AHSAN MEHMOOD

Ph.D. Scholar, Department of Islamic Studies, The University of Lahore

Email: msaaddehlvi.edu@gmail.com

Lodhi Idress, Ahsan Mehmood, "A**n Assessment of the Reputation, Dignity and Impact of Rigid Traditional Practices on Marital Relations**" Al-Raheeq International research Journal Vol 1, No. 1 (July 29, 2022). 1-24

Journal	Al-Raheeq International research Journal
Journal homepage	https://alraheeqirj.com
Publisher	Al-Madni Research Centre
License:	Copyright c 2023 NC-SA 4.0 www.alraheeqirj.com
Published online:	2022-07-29

AL-RAHEEQ International Research Journal
Vol. 1, No. 1 || July-December 2022 || P. 1-24

ازدواجی تعلقات کی ساکھ، وقار اور سخت گیر روایتی طریقوں کے اثرات کا جائزہ

An assessment of the reputation, dignity and impact of rigid traditional practices on marital relations

Abstract

Muslim families are facing several challenges in contemporary world despite of scientific and technological development. Honor, dignity and security of the families are at stake due to the said reasons. This research paper presents an overview of problems being faced by Muslim families due to rigid customs and conventions. Muslim women have been deprived of fundamental rights including freedom of expression and association on pretext of closed, traditional and rigid environment. They are not allowed to contribute a leading role in various sphere of life namely inheritance affairs, performing art and sports activities. A majority of cases are being filed in civil courts on account of sense of insecurity and deprivation from their due share in inheritance. This is need of hour to revisit so called rigid version regarding women rights in light of western approaches and true teachings of Islam.

Keyword: Muslim families, Honor and dignity of Muslim families, impact of rigid customs

AL-RAHEEQ International Research Journal
Vol. 1, No. 1 || July-December 2022 || P. 1-24

موضوع کا تعارف:

ایک جانب تو عصرِ حاضر حیرت انگیز سائنسی اکتشافات وایجادات اور مادی لحاظ سے برق رفتار ترقی کا دور ہے، مگر دوسری طرف مسلم عائلی نظام کو جو معاصر تحدیات درپیش ہیں، ان میں مسلم خاندان کی تاسیس وتشکیل اوراس کے فروغ وارتقا جیسے بنیادی مسائل سرفہرست ہیں۔ زیر نظر مضمون میں ازدواجی تعلقات کی ساکھ اوراس حوالہ سے سخت گیر روایتی طریقوں کے اثرات کا تحقیقی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ خاندان کی بنیاد نکاح ہے اور تمدنی ترقی خاندانی نظام پر منحصر ہے۔ لیکن معاصر مسلم سماج میں خاندان کی بقاوارتقا کے لیے سخت گیر روایات اور ان کے اثرات کے متعلق ردِ عمل بھی نظر آتا ہے۔ ان سخت گیر روایات میں خواتین کو تعلیم، علاج، ان کی ذہنی نشوونما، شخصی اظہار رائے جیسے حقوق سے بے خبر ومعطل رکھنے جیسے امور شامل ہیں۔ تشکیلِ خاندان میں خاتون کی رائے کا عدم اظہار واحترام جیسے نکات بھی مسلم سماج میں کثرت سے رونما ہورہے ہیں۔ اسی طرح حقوقِ وراثت میں خواتین سے امتیازی سلوک، امورِ مملکت میں حق رائے دہی میں بے جا رکاوٹیں، ان سخت گیر روایات کی وجہ سے ہیں۔ ازدواجی تعلقات، ساکھ، وقار، سخت گیر روایات، خاندان کی شکست وریخت اور حل میادینِ کھیل میں خواتین کی عدم نمائندگی، حتیٰ کہ مساجد تک میں خواتین کے حقِ عبادت پر پابندی جیسے غیر عقلی، غیر اسلامی مناظر ان ہی سخت گیر روایات کا نتیجہ ہیں۔ استقرارِ حمل ہو یا اسقاطِ حمل، خواتین کی رائے کا عدم احترام، بچیوں کی ولادت یا بانجھ پن کی بناپر عورت پر تشدد، وٹہ سٹہ کے مسائل، قرآن سے شادی، کاروکاری جیسے امور ان سخت گیر روایات کی بناپر سماج میں بڑھتے چلے جارہے ہیں۔ خاندانی نظام عدم وقار، عدم تحفظ، عدم تسلسل، عدم احترام، عدم برداشت جیسے منفی رویوں کی بناپر شکست وریخت کا شکار ہوچکا ہے۔ عدالتوں میں عائلی مقدمات کی کثرت فکر انگیز اور تشویش ناک حد سے بڑھ چکی ہے۔ چنانچہ خاندان کے تحفظ اور ان سخت گیر روایات کی بجائے عدل واحسان کی بنیاد پر مسلم سماج کی تشکیلِ نو کی ضرورت ہے۔ خاندانی امور کے صحیح فہم وادراک کے لیے مسلم مفکرین کو سنجیدہ اور متحدہ کوشش کرنا ہوگی۔ اس سنجیدہ، زندہ مسلم موضوع پر اس مقالہ میں تفصیلی وتحقیقی مباحث کے بعد ممکنہ ومجوزہ عملی حل کے نکات پیش کیے گئے ہیں۔

منہج و اسلوب:

اس آرٹیکل میں تاریخی و تجزیاتی اسلوب اختیار کیا گیا ہے۔ مصادر کو تحقیقی اسلوب میں حاشیہ میں درج کیا گیا ہے۔ نصوصِ قرآنی واحادیث مبارکہ اور اہلِ علم کے اقوال پر معاصر احوال کی روشنی میں معروف مروج آراء درج کی گئی ہیں۔

سابقہ کام کا جائزہ:

موضوع کے حوالے سے سابقہ کام کا تحقیقی جائزہ درج ذیل ہے:

- حجۃ اللہ البالغۃ از شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، مکتبہ رحمانیہ، اردو بازار، لاہور
- سیرۃ النبی ﷺ از شبلی نعمانی، جلد چہارم، نیشنل بک فاؤنڈیشن، لاہور
- حقوق الزوجین از مولانا ابوالاعلیٰ مودودی، ادارہ ترجمان القرآن، اچھرہ، لاہور
- اسلام کا نظام عفت و عصمت از مولانا محمد ظفیر الدین، مجلس ترقی ادب، لاہور
- اسلام کا معاشرتی نظام از ڈاکٹر خالد علوی، الفیصل ناشران و تاجران کتب، اردو بازار، لاہور
- اصلاح البیوت از حافظ محمد عباس صدیق، اسلامک ایجوکیشن انسٹی ٹیوٹ، دیپالپور
- عصر حاضر کا سماجی انتشار اور اسلام از مولانا سلطان احمد اصلاحی، مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشر، ابوالفضل انکلیو، نئی دہلی، انڈیا
- گھریلو تشدد اور اسلام از ڈاکٹر محمد رضی الاسلام ندوی، ادارہ تحقیق و تصنیف اسلامی، علی گڑھ، انڈیا
- تہذیبوں کے اختلاط میں اسلامی تہذیب کا کردار از محمد مشتاق، مقالہ پی ایچ ڈی، فیڈرل اردو یونیورسٹی برائے فنون، سائنسز و ٹیکنالوجی، کراچی، 2011ء
- Islamic Cultural Studies by Abdul Latif Sheikh, Lahore, 1947
- Social Change in Pakistan by Abdul Qudoos Sayyad,

Progressive Publishers, Lahore, 1990

- Muslim Social Philosophy by Dr. Basharat Ali, Jamiyat ul Falah, Karachi, 1971

تحقیقی مضامین:

اس موضوع پر لکھے جانے والے چند تحقیقی مضامین یہ ہیں:

انسانی معاشرہ کا ارتقا اور امت مسلمہ از پروفیسر ڈاکٹر محمد یوسف فاروقی، مجلہ فکر و نظر، مئی 1983ء

برصغیر میں مسلم فکر کا ارتقا از قاضی جاوید، مجلہ فکر و نظر، فروری 1979ء

عصر حاضر کے خاندانی نظام میں درپیش مسائل اور ان کا حل—قرآنی تعلیمات کی روشنی میں از ڈاکٹر خلیل الرحمن، مجلہ الاعجاز، جلد 3، شمارہ 2، 2019ء

روئے ارضی پر خاندان کا ادارہ سب سے زیادہ اہم اور قدیم ہے۔ تمام انبیاء و رسل نے خاندانی اور عائلی زندگی نہ صرف اختیار کی، بلکہ بسر کی۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلًا مِنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ أَزْوَاجًا وَذُرِّيَّةً ([1])

"تم سے پہلے بھی ہم بہت سے رسول بھیج چکے ہیں اور اُن کو ہم نے بیوی بچوں والا ہی بنایا تھا۔"

گویا عقل و منطق، علم و شعور اور فطرت انسانی میں عائلی زندگی کی ضرورت اور کشش اس طرح شامل کی گئی ہے کہ اس کے بغیر زمین کی آبادکاری کا تصور محال ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آدم کو جب پیدا کیا تو ان کا جوڑا بھی ساتھ ہی تخلیق فرما دیا اور اس طرح انسانیت کا آغاز خاندان سے ہوا۔ انسانی تحفظ، مثبت اقدار اور ان کی نشو و نما اور ارتقا کے لیے یہی ادارہ خشتِ اول کی حیثیت رکھتا ہے۔ ماہرینِ علمِ معاشرت خاندان کی بنیاد، اس کی ہیئت ترکیبی، عناصر ترتیبی، لوازمات اور فوائد و ثمرات پر روزِ اول سے تحقیق کر رہے ہیں جس ایک نقطے پر سب کا اتفاق ہے، وہ یہ کہ خاندان کی ساکھ اور وقار

([1]) القرآن: 35:13

کے لیے سخت گیر روایات کی بجائے نرم خوئی، محبت اور احترام و برداشت جیسی بنیادی انسانی اقدار اس ادارے کی اصل روح ہیں۔ کوئی خاندان ان کے بغیر ترقی تو کیا، تشکیل بھی نہیں پاسکتا۔ اسلام کے عائلی نظام کو فکری اعتبار سے قرآن حکیم میں محفوظ فرما کر عملی لحاظ سے سیرت مبارکہ میں اس کا اظہار کیا گیا۔

ازدواجی تعلقات کی ساکھ اور وقار:

اللہ تعالیٰ نے مرد و زن کو ایک دوسرے کا لباس اور مرکزِ سکون اور محبت و مودت کا منبع قرار دیا۔ یہ ممکن نہیں کہ عورت اور مرد کو جس فطرت پر فاطرِ فطرت پر تخلیق کیا، اس میں ان کے اندر سخت گیر روایتیں، ذہنی کوفت یا جسمانی اذیت جیسی منفی اقدار جگہ حاصل کر سکیں۔ کیونکہ یہ منفی رویے خاندان کی ناکامی اور اس کی ہلاکت کا باعث ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ (2)

"وہ تمہارے لیے لباس ہیں اور تم اُن کے لیے۔"

دوسری جگہ فرمایا:

وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُم مِّنْ أَنفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُم مَّوَدَّةً وَرَحْمَةً ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ (3)

"اور اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اس نے تمہارے لیے تمہاری ہی جنس سے بیویاں بنائیں تاکہ تم ان کے پاس سکون حاصل کرو اور تمہارے درمیان محبّت اور رحمت پیدا کر دی یقیناً اس میں بہت سی نشانیاں ہے اُن لوگوں کے لیے جو غور و فکر کرتے ہیں۔"

خاندان کا ادارہ زوجین، والدین، اولاد پر مشتمل ہوتا ہے۔ لیکن اگر اسے وسیع تناظر میں دیکھیں تو دیگر

---

(2) القرآن:187:2

(3) القرآن:21:30

AL-RAHEEQ International Research Journal
Vol. 1, No. 1 || July-December 2022 || P. 1-24

اقربا اور عزیز بھی اس میں شامل ہیں۔ ان رشتوں کی بنیاد اللہ تعالیٰ نے باہمی احساس اور احترام پر رکھی ہے جس میں سخت گیری، جبر واستبداد کی گنجائش نہیں ہے۔ زوجین کے مابین محبت، مودت، عفوودر گزر، احترام و برداشت، خدمت، تحفظ، فرض شناسی، احساس ذمہ داری، سکون، راحت جیسی بنیادی حسنات کی ترویج کا حکم دیا، تاکہ یہی زوجین جب والدین بنیں اور پھر خاندان کا دائرہ کار وسیع سے وسیع ہو، تو یہ اعلیٰ اقدار اس خاندان کی پہچان بن جائیں اور تخلیقِ انسانی و تشکیلِ خاندان کے متعلق اللہ تعالیٰ کی جو حکمت و مقاصد ہیں، انہیں حاصل کیا جاسکے اور جن مفاسد سے انسانوں کو بچانا مقصود تھا، ان سے وہ محفوظ رہ سکیں۔

زوجین اور احترام باہمی:

اسلامی شریعت میں زوجین کے مابین فریقین کی بجائے رفیقین کا رشتہ ہے۔ یہ ایک دوسرے کی مخالف نہیں، بلکہ موافق ہیں۔ یہ باہمی اعتبار سے نفسیاتی، شخصی، جسمانی، تمدنی، ذہنی ضروریات کے کفیل ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ (4)

"مومن مرد اور مومن عورتیں، یہ سب ایک دوسرے کے رفیق ہیں۔"

ان رشتوں کی بنیاد اخلاقی اور قانونی حقوق و فرائض پر رکھی گئی ہے۔ سیرت النبی ﷺ میں اس حوالہ سے مکمل رہنمائی موجود ہے۔ آپ ﷺ ایک بے مثال اور وفادار شوہر تھے۔ اپنی ازواج کا ذکر ہمیشہ اچھے لفظوں میں کرتے تھے۔ حضرت خدیجہ کے بارے میں حضرت عائشہ فرماتی ہیں:

«مَا غِرْتُ عَلَى امْرَأَةٍ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مَا غِرْتُ عَلَى خَدِيجَةَ، هَلَكَتْ قَبْلَ أَنْ يَتَزَوَّجَنِي، لِمَا كُنْتُ أَسْمَعُهُ يَذْكُرُهَا، وَأَمَرَهُ اللَّهُ أَنْ يُبَشِّرَهَا بِبَيْتٍ مِنْ قَصَبٍ، وَإِنْ كَانَ لَيَذْبَحُ الشَّاةَ فَيُهْدِي فِي

(4) القرآن:71:9

خَلاَئِلِهَا مِنْهَا مَا يَسَعُهُنَّ» (5)

"نبی کریم ﷺ کی کسی بیوی کے معاملہ میں، میں نے اتنی غیرت نہیں محسوس کی جتنی غیرت خدیجہ کے معاملہ میں محسوس کرتی تھی وہ میرے نکاح سے پہلے ہی وفات پاچکی تھیں لیکن نبی کریم ﷺ کی زبان سے میں ان کا ذکر سنتی رہتی تھی۔ اور اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو حکم دیا تھا کہ انہیں (جنت میں) موتی کے محل کی خوشخبری سنادیں۔ آپ ﷺ اگر کبھی بکری ذبح کرتے تو ان سے میل محبت رکھنے والی خواتین کو اس میں سے اتنا ہدیہ بھیجتے جو ان کے لیے کافی ہو جاتا۔"

رسول اللہ ﷺ ان کے حقوق کی پاسداری اور لحاظ رکھتے اور دوسروں کو بھی اس کی تاکید فرماتے۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے:

خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهِ وَأَنَا خَيْرُكُمْ لِأَهْلِي (6)

"تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے لیے بہتر ہو اور میں اپنے گھر والوں کے لیے سب سے بہتر ہوں۔"

اس حدیث کی مخاطب مرد و عورت یکساں ہیں۔ خواتین کو ازدواجی زندگی میں امن اور وقار برقرار رکھنے کے لیے ایسی ہدایات عطا فرمائیں کہ جن پر عمل سے آج کے عائلی تحدیات کا کامیابی سے مقابلہ کیا جا سکتا ہے اور مسلم خاندان کو ان کی اصل روح اور اقدار کے ساتھ محفوظ بنایا جا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

فَالصَّالِحَاتُ قَانِتَاتٌ حَافِظَاتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللَّهُ ۚ (7)

"جو صالح عورتیں ہیں وہ اطاعت شعار ہوتی ہیں اور مردوں کے پیچھے اللہ کی حفاظت و نگرانی میں اُن کے حقوق کی حفاظت کرتی ہیں۔"

---

(5) صحيح البخاري، كتاب مناقب الأنصار، باب تزويج النبي ﷺ خديجة وفضلها رضي الله عنها، ح:3816

(6) سنن الترمذي، أبواب المناقب، باب في فضل أزواج النبي ﷺ، ح:3895

(7) القرآن:34:4

سورۃ التحریم میں اس کی مزید وضاحت فرمائی:

مُسْلِمَاتٍ مُّؤْمِنَاتٍ قَانِتَاتٍ تَائِبَاتٍ عَابِدَاتٍ سَائِحَاتٍ ثَيِّبَاتٍ وَأَبْكَارًا (8)

"سچی مسلمان، باایمان، اطاعت گزار، توبہ گزار، عبادت گزار، اور روزہ دار، خواہ شوہر دیدہ ہوں یا باکرہ۔"

خاندان کی عزت و حرمت کو باقی رکھنے والی عورتوں کو یہ بشارت سنائی گئی:

أَيُّمَا امْرَأَةٍ مَاتَتْ وَزَوْجُهَا عَنْهَا رَاضٍ دَخَلَتِ الجَنَّةَ (9)

"جو عورت مر جائے اور اس کا شوہر اس سے خوش ہو تو وہ جنت میں داخل ہو گی۔"

زوجین کی طرح والدین اور اولاد کے مابین بھی خوشگوار، پر لطف اور محبت بھرے تعلقات عزت واحترام کی بنیاد پر استوار کیے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا ۚ إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِندَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُل لَّهُمَا أُفٍّ وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُل لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُل رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا (10)

"تیرے رب نے فیصلہ کر دیا ہے کہ: تم لوگ کسی کی عبادت نہ کرو، مگر صرف اُس کی والدین کے ساتھ نیک سلوک کرو اگر تمہارے پاس اُن میں سے کوئی ایک، یا دونوں، بوڑھے ہو کر رہیں تو انہیں اف تک نہ کہو، نہ انہیں جھڑک کر جواب دو، بلکہ ان سے احترام کے ساتھ بات کرو۔ اور نرمی و رحم کے ساتھ ان کے سامنے جھک کر رہو، اور دعا کیا کرو کہ پروردگار! ان پر رحم فرما جس طرح انہوں نے رحمت و شفقت کے ساتھ مجھے بچپن میں پالا تھا۔"

اسلامی عائلی نظام میں والدین اولاد کو ناگوار بوجھ کی بجائے اللہ تعالیٰ کا انعام اور اپنے ہی وجود کا تسلسل خیال کرتے ہیں۔ خاندان میں سخت گیر روایات کے خاتمے اور باہمی الطاف و محبت کے فروغ کے لیے اولاد کے ساتھ حسنِ تربیت، حسنِ

---

(8) القرآن: 5:66

(9) سنن الترمذي، أبواب الرضاع، باب ماجاء في حق الزوج على المرأة، ح: 1161

(10) القرآن: 17:23–24

ادب، حسنِ سلوک اوران تمام فطری محبتوں کو نچھاور کرنے کا حکم موجود ہے کہ جو خاندان کی وحدت، یگانگت، استحکام اور فروغ کے لیے ایک حصار کا کام کرتے ہیں۔اللہ تعالی کا فرمان ہے:

وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ إِمْلَاقٍ ۖ نَّحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَإِيَّاكُمْ ۚ إِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْئًا كَبِيرًا ([11])

"اپنی اولاد کو افلاس کے اندیشے سے قتل نہ کرو ہم انہیں بھی رزق دیں گے اور تمہیں بھی در حقیقت اُن کا قتل ایک بڑی خطا ہے۔"

حضور ﷺ کا فرمان ہے:

مَا نَحَلَ وَالِدٌ وَلَدًا مِنْ نَحْلٍ أَفْضَلَ مِنْ أَدَبٍ حَسَنٍ ([12])

"حسن ادب سے بہتر کسی باپ نے اپنے بیٹے کو تحفہ نہیں دیا۔"

خاندان میں جبر واستبداد، ظلم وتعدی کا شکار اکثر بیٹیاں ہوتی ہیں۔اس قبیح ترین سوچ اور عمل کو پیغمبرِ اسلام ﷺ نے ان الفاظ میں ختم فرمایا:

مَنْ عَالَ جَارِيَتَيْنِ دَخَلْتُ أَنَا وَهُوَ الْجَنَّةَ كَهَاتَيْنِ»، وَأَشَارَ بِأُصْبُعَيْهِ. ([13])

"جس نے دو لڑکیوں کی کفالت کی تو میں اور وہ جنت میں اس طرح داخل ہوں گے"، اور آپ نے کیفیت بتانے کے لیے اپنی دونوں انگلیوں (شہادت اور درمیانی) سے اشارہ کیا۔

دوسری حدیث میں فرمایا: " مَنْ كَانَتْ لَهُ أُنْثَى فَلَمْ يَئِدْهَا، وَلَمْ يُهِنْهَا، وَلَمْ يُؤْثِرْ وَلَدَهُ عَلَيْهَا، – قَالَ: يَعْنِي الذُّكُورَ – أَدْخَلَهُ اللَّهُ الْجَنَّةَ ". ([14])

([11]) القرآن 31:17
([12]) سنن الترمذي، أبواب البر والصلة، باب ماجاء في أدب الولد، ح:1952
([13]) سنن الترمذي، أبواب البر والصلة، باب ماجاء في النفقة على البنات والأخوات، ح:1914
([14]) سنن أبي داود، كتاب الأدب، أبواب النوم، باب في فضل من عال يتيما، ح:5146

"جس کے پاس کوئی لڑکی ہو اور وہ اسے زندہ در گور نہ کرے، نہ اسے کمتر جانے، نہ لڑکے کو اس پر فوقیت دے تو اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کرے گا۔"

تیسری حدیث میں فرمایا:

سَوُّوا بَيْنَ أَوْلَادِكُمْ فِي الْعَطِيَّةِ فَلَوْ كُنْتُ مُفَضِّلًا أَحَدًا لَفَضَّلْتُ النِّسَاءَ (15)

"سب اولاد کے ساتھ مساوات اور برابری کا معاملہ کرو۔ اگر میں اس معاملہ میں کسی کو ترجیح دیتا تو عورتوں کو ترجیح دیتا۔"

سخت گیر روایات کے اثرات:

اللہ تعالیٰ نے انسان کو جس محبت سے تخلیق کیا، منشاالٰہی بھی یہی ہے کہ وہ فروغِ محبت کا ذریعہ بنے اور پیغامِ محبت کو اختیار کرے۔ مجسمۂ محبت بن کر رہے اور ذریعۂ محبت کے طور پر خاندان اور سماج میں اپنا کردار ادا کرے۔ اس لیے قرآن حکیم نے ان تمام افعال، الفاظ اور رویوں سے منع فرمایا جن سے خاندان میں ناگوار سختی، بے جا ڈانٹ ڈپٹ، جسمانی تشدد، ترکِ تعلق، ذہنی اذیت، نفسیاتی کوفت، مالی گھٹن، عدم توجہی یا اس طرح کی دیگر منفی اقدار فروغ پاتی ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: وَلَا تَنسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ (16)

"آپس کے معاملات میں فیاضی کو نہ بھولو۔"

ایک مقام پر فرمایا: وَقُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا (17)

"اور لوگوں سے بھلی بات کہو۔"

(15) الطبراني، سليمان بن أحمد بن أيوب بن مطير اللخمي الشامي، أبو القاسم (المتوفى: 360ھ)، المعجم الكبير، مكتبة ابن تيمية – القاهرة، الطبعة الثانية، ج: 11، ص: 354، ح: 11997

(16) القرآن: 2: 237

(17) القرآن: 2: 83

سورۃ النساء میں ہے: وَيَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَاءِ ۖ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِيهِنَّ وَمَا يُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ فِي يَتَامَى النِّسَاءِ اللَّاتِي لَا تُؤْتُونَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ وَتَرْغَبُونَ أَن تَنكِحُوهُنَّ وَالْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الْوِلْدَانِ وَأَن تَقُومُوا لِلْيَتَامَىٰ بِالْقِسْطِ ۚ وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِهِ عَلِيمًا (١٢٧)وَإِنِ امْرَأَةٌ خَافَتْ مِن بَعْلِهَا نُشُوزًا أَوْ إِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَن يُصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا ۚ وَالصُّلْحُ خَيْرٌ ۗ وَأُحْضِرَتِ الْأَنفُسُ الشُّحَّ ۚ وَإِن تُحْسِنُوا وَتَتَّقُوا فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا (١٢٨) وَلَن تَسْتَطِيعُوا أَن تَعْدِلُوا بَيْنَ النِّسَاءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ ۖ فَلَا تَمِيلُوا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوهَا كَالْمُعَلَّقَةِ ۚ وَإِن تُصْلِحُوا وَتَتَّقُوا فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَّحِيمًا (١٢٩) وَإِن يَتَفَرَّقَا يُغْنِ اللَّهُ كُلًّا مِّن سَعَتِهِ ۚ وَكَانَ اللَّهُ وَاسِعًا حَكِيمًا (١٣٠)﴾ (18)

”لوگ تم سے عورتوں کے معاملہ میں فتویٰ پوچھتے ہیں کہو اللہ تمہیں اُن کے معاملہ میں فتویٰ دیتا ہے، اور ساتھ ہی وہ احکام بھی یاد دلاتا ہے جو پہلے سے تم کو اس کتاب میں سنائے جا رہے ہیں یعنی وہ احکام جو اُن یتیم لڑکیوں کے متعلق ہیں جن کے حق تم ادا نہیں کرتے اور جن کے نکاح کرنے سے تم باز رہتے ہو (یا لالچ کی بنا پر تم خود ان سے نکاح کر لینا چاہتے ہو)، اور وہ احکام جو اُن بچوں کے متعلق ہیں جو بیچارے کوئی زور نہیں رکھتے اللہ تمہیں ہدایت کرتا ہے کہ یتیموں کے ساتھ انصاف پر قائم رہو، اور جو بھلائی تم کرو گے وہ اللہ کے علم سے چھپی نہ رہ جائے گی۔ جب کسی عورت کو اپنے شوہر سے بدسلوکی یا بے رخی کا خطرہ ہو تو کوئی مضائقہ نہیں اگر میاں اور بیوی (کچھ حقوق کی کمی بیشی پر) آپس میں صلح کر لیں صلح بہر حال بہتر ہے نفس تنگ دلی کے طرف جلدی مائل ہو جاتے ہیں، لیکن اگر تم لوگ احسان سے پیش آؤ اور خدا ترسی سے کام لو تو یقین رکھو کہ اللہ تمہارے اس طرز عمل سے بے خبر نہ ہوگا۔ بیویوں کے درمیان پورا پورا عدل کرنا تمہارے بس میں نہیں ہے تم چاہو بھی تو اس پر قادر نہیں ہو سکتے لہٰذا (قانونِ الٰہی کا منشا پورا کرنے کے لیے یہ کافی ہے کہ) ایک بیوی کی طرف اِس طرح نہ جھک جاؤ کہ دوسری کو ادھر لٹکتا چھوڑ دو اگر تم اپنا طرز عمل درست رکھو

(18) القرآن: 4:127–130

AL-RAHEEQ International Research Journal
Vol. 1, No. 1 || July-December 2022 || P. 1-24

اور اللہ سے ڈرتے رہو تو اللہ چشم پوشی کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔ لیکن اگر زوجین ایک دوسرے سے الگ ہی ہو جائیں تو اللہ اپنی وسیع قدرت سے ہر ایک کو دوسرے کی محتاجی سے بے نیاز کر دے گا اللہ کا دامن بہت کشادہ ہے اور وہ دانا و بینا ہے۔"

ان آیات مبارکہ میں جس تفصیل، حکمت کے ساتھ بے جا سختی، ناروا ماحول اور سخت گیر مزاج کی مذمت اور شناعت بیان کی گئی ہے، اتنی تفصیلی تعلیم کے بعد خاندان میں اس قسم کے منفی رویوں کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔ ناگوار اور ناپسندیدہ ماحول کو بہتر بنانے کے لیے سخت گیر طرزِ عمل کی بجائے قرآن حکیم نے صلح جوئی کی تلقین کی ہے تاکہ خاندان کی ساکھ اور وقار محفوظ رہے۔ زوجین کی عزت، نسلِ نو کی تربیت، گھر کی پردہ داری، اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور رسول اللہ ﷺ کے اسوہ پر عمل کی سعادت سے کوئی خاندان اور خاندان کا کوئی فرد مطلقاً محروم نہ رہ جائے۔ چناں چہ زوجین کے مابین صلح و آشتی پر زیادہ زور دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: وَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوا حَكَمًا مِّنْ أَهْلِهِ وَحَكَمًا مِّنْ أَهْلِهَا إِن يُرِيدَا إِصْلَاحًا يُوَفِّقِ اللَّهُ بَيْنَهُمَا ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا خَبِيرًا ([19])

"اور اگر تم لوگوں کو کہیں میاں اور بیوی کے تعلقات بگڑ جانے کا اندیشہ ہو تو ایک حکم مرد کے رشتہ داروں میں سے اور ایک عورت کے رشتہ داروں میں سے مقرر کرو، وہ دونوں اصلاح کرنا چاہیں گے تو اللہ اُن کے درمیان موافقت کی صورت نکال دے گا، اللہ سب کچھ جانتا ہے اور باخبر ہے۔"

رسول اللہ ﷺ کا فرمان گرامی ہے:

لَيْسَ مِنَّا مَنْ خَبَّبَ امْرَأَةً عَلَى زَوْجِهَا، أَوْ عَبْدًا عَلَى سَيِّدِهِ ([20])

"جو شخص کسی عورت کو اس کے شوہر سے یا غلام کو مالک سے برگشتہ کرے وہ ہم میں سے نہیں۔"

([19]) القرآن: 35:4

([20]) سنن أبي داود، کتاب الطلاق، باب فیمن خبب امرأۃ علی زوجھا، ح: 2175

ایک حدیث میں فرمایا:

مَنْ خَبَّبَ خَادِمًا عَلَى أَهْلِهَا فَلَيْسَ مِنَّا، وَمَنْ أَفْسَدَ امْرَأَةً عَلَى زَوْجِهَا فَلَيْسَ مِنَّا ([21])

"جس نے کسی غلام کو اس کے مالک سے برگشتہ کیا تو وہ ہم میں سے نہیں اور جس نے کسی عورت کے اس کے خاوند سے تعلقات خراب کیے، وہ ہم میں سے نہیں۔"

اس بدگمانی، ناچاقی، اعراضِ باہمی، بیزاری کی جگہ شریعت نے ایسا پر حکمت، فطری، قابلِ عمل طرزِ حیات اختیار کرنے کا حکم دیا کہ افرادِ خانہ گویا ایک دوسرے کو دیکھ کر زندہ رہیں۔ حضور ﷺ سے پوچھا گیا کہ بہترین عورت کون ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

الَّتِي تَسُرُّهُ إِذَا نَظَرَ، وَتُطِيعُهُ إِذَا أَمَرَ، وَلَا تُخَالِفُهُ فِي نَفْسِهَا وَمَالِهَا بِمَا يَكْرَهُ ([22])

"وہ عورت جو اپنے شوہر کو جب وہ اسے دیکھے خوش کر دے، جب وہ کسی کام کا اسے حکم دے تو (خوش اسلوبی سے) اسے بجالائے، اپنی ذات اور اپنے مال کے سلسلے میں شوہر کی مخالفت نہ کرے کہ اسے برا لگے۔"

زوجین کی ناچاقی:

سخت گیر روایات سے مراد بات بات پر ٹوکنا، اعتراض کرنا، ڈانٹ ڈپٹ کرتے رہنا، زوجین میں سے جو بھی مالی، عددی اور ذہنی لحاظ سے زیادہ باصلاحیت اور طاقت رکھتا ہو، وہ دوسرے کو دبا کر رکھے، اس کی عزتِ نفس کا خیال نہ رکھے۔ اپنی طاقت اور ذہانت یا عددی برتری کی وجہ سے اپنے حقوق حق سے زیادہ حاصل کرلے اور دوسرے کے حقوق میں بددیانتی اور کمی کرے۔ یہ سخت گیری سماجی، تمدنی، معاشی، ذہنی، فکری، مذہبی، سیاسی، خاندانی، اخلاقی، نفسیاتی ہر لحاظ سے ہوسکتی ہے اور اس کا نتیجہ ہمیشہ زوجین کی ناچاقی، باہمی نفرت، بیزاری، ناگواری، بے احترامی، بے توجہی،

([21]) ابن حنبل، أبو عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل بن هلال بن أسد الشيباني (المتوفى: 241ھ)، المسند، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة: الأولى، 1421ھ-2001م، ج:15، ص:80، ح:9157

([22]) سنن النسائي، كتاب النكاح، باب أي النساء خير، ح:3231

بے توقیری اور بے عزتی کی شکل میں ہی ظاہر ہوتا ہے جو خاندان کے لیے بدنامی، تباہی کا باعث بنتا ہے۔ موجودہ دور میں عورتوں کی ترقی اور آزادی کے غیر عقلی پروپیگنڈے میں سب سے زیادہ نقصان خاندان کے ادارے کو پہنچایا ہے۔ شریعتِ اسلامیہ میں مرد و عورت اپنے اپنے دائرہ کار میں اس وقت تک آزاد ہیں جب تک ایک کی آزادی دوسرے کی آزادی میں خلل انداز نہ ہو۔ نہ تو مطلقاً پابندیاں اسلام میں عائد کی گئی ہیں، اور نہ ہی بے لگام مطلقاً آزادیاں دی گئی ہیں۔ اصل حکمت اسلام کی یہ ہے کہ وہ ہر طرح کی پابندی اور آزادی کو عدل کا پابند کرتا ہے۔ اصل حقیقت ہی یہ ہے کہ اسلام اور عدل گویا ایک ہی چیز کے دو نام ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو مخاطب کرکے فرمایا:

وَأُمِرْتُ لِأَعْدِلَ بَيْنَكُمُ ۖ (23)

"مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں تمہارے درمیان انصاف کروں۔"

ایک جگہ فرمایا: اعْدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ (24)

"عدل کرو، یہ خدا ترسی سے زیادہ مناسبت رکھتا ہے۔"

حقیقت یہ ہے کہ زوجین پر حق تعالیٰ نے جو پابندیاں عائد کی ہیں، اور جو آزادیاں عطا کی ہیں، ان میں سے کوئی بھی عقل، فطرت اور تاریخ کے خلاف نہیں ہیں۔ خود ساختہ مذہبی پابندی اور خود ساختہ بے لگام آزادی خاندان کو عدم توازن، عدم تحفظ، عدم احترام و برداشت کے گہرے گڑھے میں ڈال دیتی ہیں۔ چناں چہ ناگوار سخت گیر روایات کا نتیجہ ہمیشہ خاندان گھٹن، ذہنی دباؤ، نفسیاتی الجھاؤ جیسے امراض اور مسائل کو جنم دیتا ہے۔

عائلی مقاصد سے محرومی:

انسان کی ذہنی، جسمانی، اخلاقی، دینی، فطری نشو و نما اور اس کے فروغ کے ساتھ ساتھ خطرات اور ہلاکتوں سے محفوظ رکھنا خاندان کے بنیادی مقاصد میں شامل ہے۔ جس طرح بے جا آزادی انسان کو حیوانی سطح سے بھی نیچے لے جاتی

---

(23) القرآن: 15:42

(24) القرآن: 8:5

ہے۔اسی طرح بے جا سختی، ناگوار رویہ اور کسی بھی قسم کا ذہنی، جسمانی، معاشی، مذہبی جبر انسان کو اس کے شرف وامتیاز سے محروم کر دیتا ہے۔یہ تمام منفی رویے عائلی زندگی کے مقاصد کے حصول میں سدِ راہ ثابت ہوتے ہیں۔اسی کی بنا پر خاندان تشتت وانتشار کی نذر ہوتا ہے جس کے بارے میں قرآن حکیم نے بڑا آفاقی اور تاریخی اصول عطا فرمایا ہے: وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَا تَنَازَعُوا فَتَفْشَلُوا وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ ۖ وَاصْبِرُوا ۚ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ (25)

"اور اللہ اور اس کے رسُول کی اطاعت کرو اور آپس میں جھگڑو نہیں ورنہ تمہارے اندر کمزوری پیدا ہو جائے گی اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی۔ صبر سے کام لو، یقیناً اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔"

اختلاف وانتشار خواہ لشکر میں ہو، قوم میں ہو یا خاندان میں ہو، منطقی نتیجہ یہی ثابت ہوتا ہے۔اور اسی بنا پر تشکیلِ خاندان کے جو عقلی اور فطری مقاصد تھے یعنی تحفظ، پرورش، احترام باہمی، عدل واحسان سمیت مقاصدِ شریعہ سب متاثر ہوتے ہیں۔اور انسان عائلی زندگی اختیار کرنے کے باوجود عائلی زندگی کے فوائد و ثمرات سے کما حقہ مستفید نہیں ہو سکتا۔گویا صورتحال یہ ہو جاتی ہے کہ افرادِ خانہ ایک چھت کے نیچے رہتے ہوئے بھی ذہنی اور قلبی اعتبار سے بہت دور ہوتے ہیں۔جیسا کہ قرآن حکیم نے فرمایا:

تَحْسَبُهُمْ جَمِيعًا وَقُلُوبُهُمْ شَتَّىٰ (26)

"تم اِنہیں اکٹھا سمجھتے ہو مگر ان کے دل ایک دوسرے سے پھٹے ہوئے ہیں۔"

تعلیم وتربیت کا خلا:

حضور ﷺ کا فرمان ہے:

إِنَّ اللَّهَ رَفِيقٌ يُحِبُّ الرِّفْقَ، وَيُعْطِي عَلَى الرِّفْقِ مَا لَا يُعْطِي عَلَى الْعُنْفِ، وَمَا لَا يُعْطِي عَلَى مَا سِوَاهُ»

---

(25) القرآن:46:8

(26) القرآن:59:14

(27)

"اللہ نرمی (اور خوش خلقی) پسند کرتا ہے اور خود بھی نرم ہے اور نرمی پر دیتا ہے جو سختی پر نہیں دیتا اور نہ کسی چیز پر دیتا ہے۔"

تربیت کی بنیادی حکمت شفقت و مہربانی سے افرادِ خاندان کی اخلاقی، ذہنی اور نفسیاتی نشو و نما اس انداز سے کرنا ہے کہ ان میں خوبی اور بھلائی کی قبولیت کا رغبت اور منفی انسانی اقدار کے بارے میں عدم رغبت پیدا ہو۔ اور یہ تربیت انسان سازی کا دوسرا نام ہے۔ خاندان کی سخت گیر روایات، افرادِ خانہ کی سخت مزاجی، کج خلقی، عفو و درگزر کی بجائے منتقم مزاجی، اپنائیت کی بجائے اجنبیت، خیر خواہی کی بجائے لاتعلقی کو جنم دیتی ہیں۔ تعلیم و تربیت سے محرومی یا اس میں نقص صرف ایک مسئلہ نہیں، بلکہ مجموعہ مسائل ہے۔ رویوں کی بہتری، زبان کی مٹھاس، حسنِ سلوک کا طرزِ عمل، سخت گیری کی بجائے جس خاندان میں پروان چڑھے گا، وہی خاندان اپنے فطری ارتقا کی منازل طے کرتے ہوئے بامِ عروج کو چھولے گا۔ بصورتِ دیگر قعرِ مذلت اس کا نصیب ہو گی۔ افرادِ خانہ کی جسمانی نشو و نما کے ساتھ ان کی ذہنی اور اخلاقی تربیت ہی انسانیت کا خاصہ ہے۔ اسی اچھی تربیت کی وجہ سے عباد الرحمن اور خدا کے پسندیدہ کردار کے حامل لوگ خاندان میں پیدا ہوتے ہیں۔ بے جا سختی، ناروا سخت گیری کے رویوں سے تربیت میں خلا پیدا ہوتا ہے جس کی قیمت نسلیں ادا کرتی ہیں اور پھر اس کی تلافی بھی ممکن نہیں ہوتی، اسی لیے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا ﴾ (28)

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو، اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو آگ سے بچاؤ۔"

آپ ﷺ کا فرمان ہے:

أَلاَ كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، فَالإِمَامُ الَّذِي عَلَى النَّاسِ رَاعٍ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ،

(27) صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ والآداب، باب فضل الرفق، ح:2593

(28) القرآن:6:66

وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلَى أَهْلِ بَيْتِهِ، وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، وَالمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ عَلَى أَهْلِ بَيْتِ زَوْجِهَا، وَوَلَدِهِ وَهِيَ مَسْئُولَةٌ عَنْهُمْ، وَعَبْدُ الرَّجُلِ رَاعٍ عَلَى مَالِ سَيِّدِهِ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْهُ، أَلاَ فَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ (29)

"آگاہ ہو جاؤ تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے اور ہر ایک سے اس کی رعایا کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ پس امام (امیر المؤمنین)لوگوں پر نگہبان ہے اور اس سے اس کی رعایا کے بارے میں سوال ہو گا۔ مرد اپنے گھر والوں کا نگہبان ہے اور اس سے اس کی رعایا کے بارے میں سوال ہو گا اور عورت اپنے شوہر کے گھر والوں اور اس کے بچوں کی نگہبان ہے اور اس سے ان کے بارے میں سوال ہو گا اور کسی شخص کا غلام اپنے سردار کے مال کا نگہبان ہے اور اس سے اس کے بارے میں سوال ہو گا۔ آگاہ ہو جاؤ کہ تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے اور ہر ایک سے اس کی رعایا کے بارے میں پرسش ہو گی۔"

ایک اور حدیث کے الفاظ ہیں:

مِنْ أَكْمَلِ الْمُؤْمِنِينَ إِيمَانًا أَحْسَنُهُمْ خُلُقًا، وَأَلْطَفُهُمْ بِأَهْلِهِ (30)

"مؤمنین میں سے کامل ایمان والے وہ ہیں جو اخلاق کے اعتبار سے اچھے ہیں اور اپنے اہل خانہ کے ساتھ نرمی کا رویہ اپناتے ہیں۔"

معاشی عسرت و تنگدستی:

خاندان کی نااتفاقی، ناچاقی، باہمی شکوہ و شکایت سے معاشی عسرت اور تنگدستی پیدا ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جس حسنِ سلوک، رواداری، نرمی، عفو و درگزر کا حکم دیا، ان احکاماتِ الٰہیہ سے روگردانی سے وسائلِ حیات کے باوجود معاشی تنگی ظاہر ہو گی۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

(29) صحیح البخاري، کتاب الأحکام، باب قول اللہ تعالیٰ: أطیعوا اللہ و أطیعوا الرسول و أولی الأمر منکم، ح:7138

(30) شرح السنۃ للبغوي، کتاب الإیمان، باب بیان أن الأعمال من الإیمان، ج:1، ص:39

وَمَنْ أَعْرَضَ عَن ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنكًا ([31])

"اور جو میرے "ذِکر" (درسِ نصیحت) سے منہ موڑے گا اُس کے لیے دنیا میں تنگ زندگی ہو گی۔"

خاندان میں سخت گیری اور بدسلوکی پر جو صبر اور توکل کے مطابق زندگی بسر کرتا ہے، حق تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ اسے اجر عظیم اور ذہنی اور قلبی سکون جیسی نعمتوں سے نوازے گا۔اس کی عملی مثال احسن القصص یعنی یوسف کے قصے میں موجود ہے کہ برادرانِ یوسف دولت وثروت کے باوجود حضرت یوسف کے محتاج نظر آتے ہیں۔اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

فَلَمَّا دَخَلُوا عَلَيْهِ قَالُوا يَا أَيُّهَا الْعَزِيزُ مَسَّنَا وَأَهْلَنَا الضُّرُّ وَجِئْنَا بِبِضَاعَةٍ مُّزْجَاةٍ فَأَوْفِ لَنَا الْكَيْلَ وَتَصَدَّقْ عَلَيْنَا ۖ إِنَّ اللَّهَ يَجْزِي الْمُتَصَدِّقِينَ ([32])

"جب یہ لوگ مصر جا کر یوسف کی پیشی میں داخل ہوئے تو انہوں نے عرض کیا کہ اے سردار بااقتدار! ہم اور ہمارے اہل وعیال سخت مصیبت میں مبتلا ہیں اور ہم کچھ حقیر سی پونجی لے کر آئے ہیں، آپ ہمیں بھرپور غلہ عنایت فرمائیں اور ہم کو خیرات دیں،اللہ خیرات کرنے والوں کو جزا دیتا ہے۔"

بھائیوں کی سخت مزاجی کے جواب میں یوسف کا صلہ رحمی، اخوت، احترامِ آدمیت اور خاندانی وقار کو قائم رکھنے کے لیے جو رویہ اختیار کیا،اس کو قرآن حکیم نے ان لفظوں میں بیان کیا:

وَكَذَٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوسُفَ فِي الْأَرْضِ يَتَبَوَّأُ مِنْهَا حَيْثُ يَشَاءُ ۚ نُصِيبُ بِرَحْمَتِنَا مَن نَّشَاءُ ۖ وَلَا نُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ (٥٦) وَلَأَجْرُ الْآخِرَةِ خَيْرٌ لِّلَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ (٥٧)﴾ ([33])

"اِس طرح ہم نے اُس سرزمین میں یوسف کے لیے اقتدار کی راہ ہموار کی وہ مختار تھا کہ اس میں جہاں چاہے اپنی جگہ

([31]) القرآن:124:20

([32]) القرآن:88:12

([33]) القرآن:12:56–57

بنائے ہم اپنی رحمت سے جس کو چاہتے ہیں نوازتے ہیں، نیک لوگوں کا اجر ہمارے ہاں مارا نہیں جاتا۔اور آخرت کا اجر اُن لوگوں کے لیے زیادہ بہتر ہے جو ایمان لے آئے اور خدا ترسی کے ساتھ کام کرتے رہے۔"

صلہ رحمی، سخت گیری سے برعکس عمل ہے۔جس طرح نفرت وسخت گیری سے خاندان تباہی کے گڑھے پر پہنچتا ہے، صلہ رحمی سے عزت، وقار، رزق اور زندگی میں اضافہ ہوتا ہے۔حضور ﷺ کا فرمان ہے:

مَنْ سَرَّهُ أَنْ يُبْسَطَ لَهُ فِي رِزْقِهِ، أَوْ يُنْسَأَ لَهُ فِي أَثَرِهِ، فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ (34)

"جو شخص اپنی روزی میں کشادگی چاہتا ہو یا عمر کی درازی چاہتا ہو تو اسے چاہئیے کہ صلہ رحمی کرے۔"

بے راہ روی اور زناکاری:

ناروا سختی، بے جا روک ٹوک اور ہر وقت کی پہرہ داری بچوں کو اور زوجین کو ایک دوسرے سے باغی اور متنفر بنادیتی ہے۔جس کی بنا پر باہمی تعلقات کشیدہ، ذہن رنجیدہ اور دل افسردہ رہتا ہے۔جبر و گھٹن کا یہ ماحول خاندان میں اول اول ذہنی آوارگی، فکری بے راہ روی اور پھر بالآخر جنسی گمراہی پر منتج ہوتا ہے۔اس لیے اسلام نے زناکاری سے ہی منع نہیں کیا، بلکہ وہ تمام اسباب و محرکات جو اس قبیح عمل کی طرف انسان کو راغب کرتے ہیں، ان سے بھی روکا ہے۔اس قسم کا سخت چیک اینڈ بیلنس بچوں میں بزدلی، بغاوت، منافقت اور خودکشی کے رجحانات بھی پیدا کرتا ہے۔یہ تمام قبیح امور انسان کی شرم وحیا کو ختم کرتے ہیں اور بے حیائی کی طرف راغب کرتے ہیں جس کے متعلق قرآن حکیم نے نہایت پرحکمت اسلوب سے توجہ دلائی ہے:

يَابَنِي آدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطَانُ كَمَا أَخْرَجَ أَبَوَيْكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ يَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهُمَا سَوْآتِهِمَا إِنَّهُ يَرَاكُمْ هُوَ وَقَبِيلُهُ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ إِنَّا جَعَلْنَا الشَّيَاطِينَ أَوْلِيَاءَ لِلَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ (35)

"اے بنی آدم، ایسا نہ ہو کہ شیطان تمہیں پھر اُسی طرح فتنے میں مبتلا کردے جس طرح اس نے تمہارے والدین کو

---

(34) صحيح البخاري، كتاب البيوع، باب من أحب البسط في الرزق، ح:2067

(35) القرآن:7:27

جنت سے نکلوایا تھا اور ان کے لباس ان پر سے اتروا دیے تھے تاکہ ان کی شرمگاہیں ایک دوسرے کے سامنے کھولے وہ اور اس کے ساتھی تمہیں ایسی جگہ سے دیکھتے ہیں جہاں سے تم انہیں نہیں دیکھ سکتے اِن شیاطین کو ہم نے اُن لوگوں کا سرپرست بنادیا ہے جو ایمان نہیں لاتے۔"

اسی طرح سورۃ النور میں فرمایا:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ وَمَنْ يَتَّبِعْ خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ فَإِنَّهُ يَأْمُرُ بِالْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ (36)

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو، شیطان کے نقش قدم پر نہ چلو اس کی پیروی کوئی کرے گا تو وہ اسے فحش اور بدی ہی کا حکم دے گا۔"

ناروا غصہ اور رنجیدگی ایک شیطانی عمل ہے۔ اسی عمل کی بنا پر مزاج میں سختی، لہجے میں تلخی اور زبان سے بدکلامی کا ظہور ہوتا ہے۔ اور باہمی تعلقات کمزور ہوتے ہوئے ختم ہو جاتے ہیں۔ اس کے برعکس اسلام نے جو جنت نما عائلی نظام عطا فرمایا، اس کی ایک شق یہ بھی ارشاد فرمائی:

فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَصْلِحُوا ذَاتَ بَيْنِكُمْ وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ (37)

"پس تم لوگ اللہ سے ڈرو اور اپنے آپس کے تعلقات درست کرو اور اللہ اور اُس کے رسولؐ کی اطاعت کرو اگر تم مومن ہو۔"

یہ باہمی تعلقات کی اصلاح اور درستی جبر و تشدد کی بجائے افہام و تفہیم، صلح جوئی، باہمی پردہ پوشی، احترام و برداشت، صبر و تحمل اور دوسرے کا موقف سمجھنے اور اپنا نقطہ نظر صحیح طور پر بیان کرنے اور پھر راہِ اعتدال اختیار کرنے میں ہے۔ معاشی دباؤ، ذہنی کھچاؤ، سماجی تناؤ مسائل حل کرنے کی بجائے بہت سے نفسیاتی، ذہنی مسائل پیدا کرنے کے موجب

---

(36) القرآن: 21:24

(37) القرآن: 1:8

ہیں۔اللہ تعالی نے زوجین کی باہمی کشش، والدین اور اولاد کی فطری محبت کا جو داعیہ انسانی فطرت میں رکھا ہے، وہ سماج اور خاندان کے سخت گیر رویے کی بناپر نفرت وکدورت، ذہنی بُعد اور باہمی عدم دلچسپی میں تبدیل ہو جاتا ہے جو خاندان کے لیے موجبِ ہلاکت ہے۔بسااوقات خاندان میں گروہ بندی ہوتی ہے اور افرادِ خانہ ایک دوسرے کے مدِ مقابل ہو جاتے ہیں۔اپنے غلط طرزِ عمل اور موقف کو انا کا مسئلہ بنا کر پیش کرتے ہیں۔اس قسم کا رویہ ماہرینِ نفسیات کے مطابق خاندانی جنین اور خون کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔خاندان کی قدیم منفی اقدار جب ایک تاریخی پس منظر اور مذہبی تقدس حاصل کر لیتی ہیں تو پھر منفی اقدار کو اعلیٰ اقدار سمجھا جانا شروع ہو جاتا ہے۔یہ ایک ایسی گمراہی اور کج روی ہے کہ اس کا احساس بھی انسان کو نہیں ہوتا۔اور جب احساس ہی نہیں ہوگا تو اصلاح کی جانب قدم کیسے اٹھے گا۔اس حوالے سے قرآن حکیم کا حکم یہ ہے:

وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ([38])

"جو کام نیکی اور خدا ترسی کے ہیں ان میں سب سے تعاون کرو اور جو گناہ اور زیادتی کے کام ہیں ان میں کسی سے تعاون نہ کرو۔"

آپ ﷺ کا فرمان ہے:

مَنْ نَصَرَ قَوْمَهُ عَلَى غَيْرِ الْحَقِّ، فَهُوَ كَالْبَعِيرِ الَّذِي رُدِّيَ، فَهُوَ يُنْزَعُ بِذَنَبِهِ ([39])

"جس نے اپنی قوم کی ناحق مدد کی تو اس کی مثال اس اونٹ کی سی ہے جو کنوئیں میں گرا دیا گیا ہو اور پھر دم پکڑ کر نکالا جا رہا ہو۔"

اسی لیے فقہ اسلامی کا یہ ایک کلیہ ہے کہ "الإعانة على المحظور محظور" کہ غلط کام میں کسی کی مدد کرنا بھی غلط ہے۔

([38]) القرآن: 2:5

([39]) سنن أبي داود، کتاب الأدب، أبواب النوم، باب في العصبية، ح: 5117

AL-RAHEEQ International Research Journal
Vol. 1, No. 1 || July-December 2022 || P. 1-24

مقدمہ بازی اور خاندان کی بے توقیری:

امورِ خانہ داری اور عائلی معاملات کو ضد، انا پرستی، سخت گیری کی بنیادوں پر حل کرنے سے خاندان میں مقدمہ بازی اور سماجی رسوائی جیسے افسوس ناک واقعات سامنے آتے ہیں۔ نکاح، طلاق، وراثت، نان نفقہ، خلع، مفقود الخبر جیسے تنازعات و معاملات اگر نرمی، عدل واحسان، اخلاقی اقدار، باہمی احساس واحترام، رشتوں کے تقدس، جذبہ صلہ رحمی جیسی پاکیزہ تعلیمات کے مطابق حل کیا جائے تو جگ ہنسائی، رسوائی اور خاندانی تشتت وانتشار ختم ہو سکتا ہے۔ خاندان کی وحدت، محبت اور عائلی زندگی کے فطری مقاصد کے حصول اور نشوونما کا موقع مہیا کیا جاسکتا ہے۔ خصوصاً دیہاتوں میں زر، زن، زمین کی بنیاد پر ہونے والے اختلافات، جھگڑے، مقدمات کی خطرناک سطح سے تجاوز کر چکے ہیں اور قتل وغارت اور خاندانی رسوائی کا باعث بن رہے ہیں۔ قرآن حکیم کی پر حکمت عائلی تعلیمات اور سیرت النبی ﷺ کے عملی گوشوں کو اختیار کر کے اس افسوس ناک اور خطرناک صورتحال کو بہتر بنایا جاسکتا ہے۔ تمام جھگڑوں کو قانون کے دائرے سے پہلے اخلاقی اقدار، مناسب سماجی دباؤ، خاندان کی اعلیٰ باوقار روایات اور رشتوں کے تقدس واحترام کے تناظر میں اگر دیکھا جائے اور سخت گیر روایات کی بجائے عقل ودانش کے مطابق مسائل کو حل کیا جائے تو خاندان ٹوٹنے سے بچ سکتے ہیں۔ اس حوالے سے قرآن حکیم کی آفاقی تعلیمات یہ ہیں: وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ ۗ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ (40)

"جو غصے کو پی جاتے ہیں اور دوسروں کے قصور معاف کر دیتے ہیں ایسے نیک لوگ اللہ کو بہت پسند ہیں۔"

سورۃ النحل میں ہے: إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنكَرِ وَالْبَغْيِ ۚ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ (41)

"اللہ عدل اور احسان اور صلہ رحمی کا حکم دیتا ہے اور بدی و بے حیائی اور ظلم و زیادتی سے منع کرتا ہے وہ تمہیں نصیحت

(40) القرآن: 134:3
(41) القرآن: 90:16

کرتا ہے تاکہ تم سبق لو۔"

سورۃ الطلاق میں ناچاقی کے باوجود انتقام اور توہین کی بجائے تقویٰ، توکل کی بنیادوں پر خاندانی جھگڑوں، تنازعوں کو حل کرنے کا حکم ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَمَن يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَل لَّهُ مَخْرَجًا (٢) ..... وَمَن يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ ([42])

"جو کوئی اللہ سے ڈرتے ہوئے کام کرے گا اللہ اُس کے لیے مشکلات سے نکلنے کا کوئی راستہ پیدا کر دے گا۔۔۔۔ جو اللہ پر بھروسا کرے اس کے لیے وہ کافی ہے۔"

بارہ آیات پر مشتمل سورۃ الطلاق میں پانچ مرتبہ تقویٰ، توکل، نرمی، آسانی، احترام باہمی، عفو و درگزر، ادائیگی نفقہ اور رفعِ شر جیسے اعلیٰ انسانی اخلاقی طرزِ عمل کو اختیار کرنے کا حکم ہے جس سے خاندان میں وحدت، محبت، یگانگت، ترقی، عزت، توقیر، احترام جیسی اقدار فروغ پاتی ہیں۔ ذہنی، نفسیاتی، اخلاقی آوارگی اور امراض کے امکانات و خطرات بہت کم ہو جاتے ہیں اور مقدمہ بازی کی نوبت تو بالکل ہی قلیل الوقوع ہو جاتی ہے۔

خلاصۃ البحث:

خاندان کے تحفظ، نشوونما اور وقار کی بحالی اور بہتری کے لیے ضد، ہٹ دھرمی، انا پرستی، انتقامی سوچ کی جگہ باہمی لطف و ملاطفت، یگانگت، احترام و محبت، رشتوں کے تقدس کے احساس جیسی اعلیٰ اقدار کو اختیار کر کے عصرِ حاضر میں مسلم عائلی نظام کو درپیش تحدیات و خطرات کا مقابلہ کیا جا سکتا ہے۔ خاندان کی بنیاد سے لے کر اس کے فطری ارتقا کے بامِ عروج تک ہر مرحلے میں نرمی، تربیت اور مربیین (والدین اور اساتذہ) کا ذاتی اعلیٰ کردار ہزاروں کتابوں اور سینکڑوں وعظ و تقاریر پر بھاری ہوتا ہے۔ ایک طرف بزرگوں کو خاندان کے تحفظ اور وقار کے لیے سخت گیری کی بجائے نرم خوئی، خیر خواہی کی خاندانی روایات کے تسلسل اور استحکام کے لیے قربانی دینی چاہیے اور دوسری طرف نسلِ نو کو اپنے والدین اور بزرگوں کی ایثار و قربانی کی قدر دانی کرتے ہوئے ان کا احترام اور اتباع اختیار کرنا چاہیے۔ حتیٰ

([42]) القرآن: 65:2–3

الوسع فریقین اگر خاندان کے بچانے پر ان تعلیمات کے مطابق گزراوقات کریں گے تو خاندان صلہ رحمی کے جذبوں اور احترامِ باہمی کے رویوں کے سائے میں آگے بڑھے گا۔ بصورتِ دیگر اخلاقی بے راہ روی، ذہنی آوارگی، خودکشی، منشیات، نفسیاتی امراض جیسی پیچیدگیاں جنم لیں گی اور بالآخر خاندان ہی فنا ہو جائے گا۔

سفارشات:

1. دینِ اسلام کو بحیثیت نظامِ حیات اختیار کرنے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ دین کے چند اجزا پر عمل اور باقی تعلیمات سے صرفِ نظر کرنے سے کماحقہ نتائج حاصل نہیں ہو سکتے۔
2. پرائمری سے بی ایس تک ہر سطح پر نصابِ تعلیم میں خاندان کے تحفظ، بقا اور ترقی سے متعلق دینی، نفسیاتی اور تاریخی حقائق کو شاملِ نصاب کیا جائے۔
3. مقامی سطح پر ہی مصالحتی عدالتیں اور پنچایتی نظام کو اختیار کیا جانا چاہیے۔ اور خاندان کی بقا و ترقی کے لیے حکمین کا تقرر اور اس کا کردار وسیع، مؤثر اور فوری نتائج کا حامل ہونا چاہیے۔
4. خاندانی سخت گیری کی وجوہات مثلاً بچپن کی محرومیاں، نفسیاتی کمزوریاں، تربیت میں خامیاں اور شخصیت کے خلا کو پورا کرنے کے لیے محراب و منبر، لوک دینی ادب کا فروغ ہونا چاہیے۔
5. معاشرے میں صلہ رحمی، کمزوروں کے حقوق کی بجاآوری کے ساتھ ساتھ طاقتور طبقات کو بھی قانون کا پابند کیا جانا چاہیے تاکہ کوئی طاقتور فرد اور گروہ کمزور افراد اور خاندان پر استبدادی اور جبری اقدام نہ کر سکے۔

CC BY NC SA This work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial-ShareAlike 4.0 International (CC BY-NC-SA 4.0)